بلاسود بنکنگ سے متعلق چند مسائل

قلیل المیعاد سرمایہ کاری ۔ بیمہ کاری ۔ ہاؤسنگ سوسائٹیز

جناب نعیم صدیقی صاحب

ذیل میں بلاسود بنک کاری کی اسکیم کے چند پہلوؤں کے متعلق میں نے ذاتی کاوش سے جو حل سوچے ہیں اور جنہیں بہت ہی اجمال سے قلم برداشتہ لکھ دیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ ان کا کسی سرکاری یا غیر سرکاری آرٹیکل یا رپورٹ یا اسکیم میں تذکرہ یا اقتباس لایا جائے تو اس کے ساتھ مؤلف کا حوالہ ضرور دیا جائے ۔ اپنی انکسار پسندانہ اور شہرت گریز روایت کے خلاف یہ میں اس لیے چاہتا ہوں کہ فنی ماہرین اور عہدوں پر فائز لوگ اپنی سطح سے نیچے کسی کار آمد شے کے وجود کا تصور ہی نہیں کر سکتے، اور غیر فنی ماہرین کے تفکر کو کوئی وزن نہیں دیتے۔ کسی طرح انہیں اندازہ ہونا چاہیے کہ ان کے دائرے کے باہر بھی لوگ سوچتے ہیں اور سوچ کر مفید نتائج تک پہنچتے ہیں ۔ (ن ۔ ص)

مروجہ نظامِ بنک کاری کو اگر سود کی بنیاد سے ہٹا کر نفع کی بنیاد پر استوار کر دیا جائے تو بیشتر معاملات نئی شکل میں بھی بخوبی چل سکتے ہیں ۔ مثلاً بلاسود بنک کاری میں رقوم کے انتقال (بذریعہ چیک یا ڈرافٹ) کی خدمت کا معاوضہ بنک اسی طرح لے سکتا ہے جیسے ڈاک خانہ منی آرڈر فیس لیتا ہے ۔ بنک لاکر بھی بالمعاوضہ فراہم کر سکتا ہے ۔ حکومت کے جاری کردہ قرضوں کی رقوم جمع کرنے یا بعض محکموں کی امانات رکھنے اور بلوں کی وصولیاں کرنے اور اُن کا حساب کتاب رکھنے پر بھی

وہ معاوضہ لے سکتا ہے۔ افراد یا اداروں کے آمد و خرچ کے انضباط کی ذمہ داری لے کر بھی آمدنی حاصل کر سکتا ہے۔ چلنت حسابات کے کھاتے کھول کر ان سے بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ کامرس اور فنانس کے متعلق افراد یا اداروں کو اپنے ماہرین کے ذریعے اسکیمیں یا مشورے دے کر مناسب اُجرت لے سکتا ہے۔ بنک کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ اپنے مستقل مصارف کو چلانے کے لیے کھاتہ داروں سے ہر لین دین (TRANSACTION) پر معمولی سی فیس وصول کرے، جیسے کہ اب بھی ۲۵ پیسے فی چیک لیے جاتے ہیں۔

اصل مسئلہ سرمایہ کاری کا ہے۔

طویل المیعاد سرمایہ کاری نسبتاً سہل ہے۔ بنک حکومت کی نفع آور اسکیموں میں اپنا روپیہ لگا سکتا ہے۔ وہ کارخانوں کے لیے مشینری یا خام مال کی خریداری میں کسی خاص مدت کے لیے رقوم لگا کر اس مدت کے نفع و نقصان میں حصہ داری کر سکتا ہے۔ جائدادوں کی خرید و فروخت یا ٹرانسپورٹ یا ایسے ہی دوسرے بڑے کاموں میں سرمایہ کاری کی راہیں نکال سکتا ہے۔ کسی تاجر یا کارخانہ دار کے درآمد کردہ مال کی قیمت کی فوری ادائیگی کر کے مقررہ دنوں میں اس مال کے اٹھائے جانے پر اس کی موجودہ قیمتِ فروخت کا حساب لگا کر اپنا حصۂ منافع حاصل کر سکتا ہے یا اپنی رقم کو متعلقہ فرم کے پورے کاروبار میں چند یوم (مثلاً ۱۵ دن تا ۹۰ دن یا کم و بیش) کے لیے شامل کرنے کا معاہدہ کر کے پورے کاروباری منافع کا حصہ مدت معینہ کے لیے لے سکتا ہے۔ کارخانوں کے اجرا کے لیے سودی قرض دینے کے بجائے حصہ داری کے اصول پر کسی خاص مدت (مثلاً ۱ سال، ۵ سال، ۱۰ سال) کے لیے اس شرط پر سرمایہ لگا سکتا ہے کہ یہ سرمایہ اتنی مدت کی اور اتنی مقدار کی اقساط میں مقررہ عرصے کے اندر واپس لے لیا جائے گا۔ وہ مختلف بڑی بڑی مضبوط کاروباری فرموں کے حصص کی خریداری کر سکتا ہے۔ سرمایہ کاری کے سرکاری یا نیم سرکاری اداروں (جیسے کہ موجود ہیں) کے ذریعے بھی سرمایہ کاری ہو سکتی ہے۔

برآمد کے مقصد سے خام مال کو جمع کرنے کے لیے کپاس کے کاروبار کی مثال دی جا سکتی ہے۔ مثلاً کپاس کا اسٹاک کسی علاقے سے خریدنے کے لیے کوئی فرم بنک کا ایک لاکھ روپیہ ادائیگیوں یا پیشگی ادائیگیوں میں لگاتی ہے۔ اس رقم سے خرید کردہ اسٹاک جب مارکیٹ میں فروخت کیا جائے گا تو بنک

اپنا سرمایہ واپس لیتے ہوئے منافع میں سے بھی ایک حصہ لے گا۔ اسی طرح چینی کے کارخانے گنے کا، اور چمڑے کے کارخانے یا برآمدی تاجر چمڑے کا اسٹاک مناسب وقت پر خرید کر اس سے جو نفع کماتے ہیں، بنک اس میں حصہ دار ہوگا۔ ان موٹی موٹی اجناس کی قیمت خرید و فروخت کوئی راز نہیں ہوتی۔ بلکہ پچھلے سالوں کی شرحیں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ اور تازہ حالات پر بھی نظر رکھی جاسکتی ہے۔

جتنے کام اب ہوتے ہیں، وہ آئندہ بھی ہوں گے۔ مگر تبدیلی صرف یہ ہوگی کہ سودی قرض کے طور پر سرمایہ لگانے کے بجائے حصہ داری نفع و نقصان کے اصول پر لگایا جائے گا۔ یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ بنک نہ صرف کسی فرم کے قابل اعتماد اور کسی کاروبار کے وجہ منفعت اور کسی سیزن کے سازگار ہونے کو دیکھے گا بلکہ بعض صورتوں میں وہ اپنے ڈائرکٹروں کو بھی بورڈ آف ڈائرکٹرز میں جگہ دلوائے گا اور تنخواہوں اور دیگر مصارف کے متعلق فیصلے کرنے اور حسابات مرتب کرنے میں شریک ہوگا۔ اتنا ہی نہیں، جہاں کہیں وہ بڑا سرمایہ دے گا، وہاں اپنی شرائط بھی تسلیم کرائے گا۔

یہاں تک تو سرمایہ کاری زیادہ پیچیدگیاں نہیں رکھتی۔ البتہ قلیل المیعاد سرمایہ کاری کے کچھ پرابلم ایسے ہیں جن کو حل نہ کیا جائے تو ایک بڑا دائرہ کار بند ہوجاتا ہے۔ عملاً ہوتا یہ ہے کہ فکسڈ ڈیپازٹس میں بنک کے پاس جو سرمائے رکھوائے جاتے ہیں، ان کے مقابلے میں کہیں زیادہ رقوم محدود وقت کے لیے آتی ہیں۔ محدود وقت کے لیے آنے والی رقوم اگر منفعت بخش بنیں تو بنک کا نفع بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ مثلاً کسی بنک کے چلنت حسابات (CURRENT ACCOUNTS) میں اگر اوسطاً پانچ لاکھ روپیہ کی رقوم داخل ہوتی ہوں تو ان میں سے مثلاً تین لاکھ کی رقوم رکی رہتی ہیں۔ کچھ نکلتی ہیں تو کچھ نئی اُن کی جگہ لے لیتی ہیں۔ اب اگر تین لاکھ روپے کو چھوٹے بڑے پچاس حصوں میں بانٹ کر دیکھا جائے کہ کچھ رقوم دس دن، کچھ ایک مہینہ، اور کچھ زائد مدت کے لیے شریک کاروبار رہ سکتی ہیں، اور ہر واپس آنے والی رقم کسی دوسرے کام میں لگ جاتی ہے تو ظاہر ہے کہ تین لاکھ روپے سے خاصا کاروباری عمل انجام پاجاتا ہے۔

مسئلہ صرف یہ ہے کہ لاکھوں چھوٹی چھوٹی فرموں اور عام دکانداروں میں سے ہر ایک پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے، ہر ایک کے حالات کو بنک کیسے جان سکتا ہے اور ہر ایک کے حسابات کی وہ کیسے نگرانی کر سکتا ہے کہ کس نے جائز طور پر نفع یا نقصان دکھایا ہے اور کس نے ہیر پھیر کر کے اپنے کاروبار میں نقصان ظاہر کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ بنک آنکھیں بند کر کے تو اپنے حصہ داروں کے سرمائے یا کھاتے داروں کی امانات کو ہر کسی کی جھولی میں نہیں ڈال سکتا۔

جب شروع شروع میں نظامِ بنک کاری کو غیر سودی بنیادوں پر چلانے کے لیے میں نے تحریر و تقریر میں کچھ کام شروع کیا تو کسی مرحلے پر میرے سامنے یہ سوال رکھا گیا۔ میری عادت ہے کہ کسی بھی معاملے میں جب میرے سامنے کوئی سوال رکھا گیا ہو تو میں اس پر مسلسل سوچتا ہوں اور اس کا حل تلاش کرتا ہوں۔ اس کا حل میرے سامنے جلد ہی نمایاں ہو گیا۔ اجمالاً میں نے اسے کہیں کہیں لکھا ہے۔ مگر تفصیلاً ایک خاکہ پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اب جب کہ غیر سودی بنک کاری کو عملاً شروع کر دینے کی گفتگو ہو رہی ہے۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ اب تک کسی ایکسپرٹ نے اس الجھن کا حل نہیں نکالا۔ جہاں تک محققین کی کتابوں کا تعلق ہے، غالباً ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی (بھارت) کا کام آخری ہے۔ اس میں اس قضیے کو باقاعدہ طور پر چھیڑ کر کوئی مفصل بحث نہیں کی گئی ہے۔ میں ہرچند کہ محقق یا ایکسپرٹ نہیں ہوں، مگر میں نے جو حل سوچا ہے وہ قابلِ عمل ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اُسے غور و فکر کر کے زیادہ بہتر بنا لیا جائے۔

میں نے کوآپریٹو بنک کے تجربے کو سامنے رکھا ہے۔ اس بنک کی شاخ جس گاؤں میں قائم ہوتی ہے، وہاں جو بھی لوگ اس کے حصہ دار بنتے ہیں، وہ سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ کسے کتنا قرضہ دیا جائے نہ صرف اس کی جائیداد وغیرہ کو دیکھا جاتا ہے، بلکہ لین دین میں اس کے رویے کو بھی۔ پھر کسی بھی شخص کی درخواستِ قرض پر دو آدمی اس کے بارے میں یہ تصدیق کرتے ہیں کہ اُسے قرض دینے میں کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ نیز اگر کسی وجہ سے کوئی رقم ڈوب جائے تو اُس کا بار سارے حصہ داروں کو اُٹھانا پڑتا ہے۔

اس اصول پر اگر ایک قانون کے ذریعے ہر بازار کے دکانداروں اور چھوٹے چھوٹے صنعت کاروں یا کہیں مناسب ہو تو ایک ٹریڈ کے کاروباریوں ـــــ مثلاً پریس والوں، کاغذ والوں، یا

چمڑے والوں اور ٹمبر مارکیٹ اور سبزی اور فروٹ مارکیٹ میں کام کرنے والوں کو ایک جگہ منظم کر دیا جائے اور ان سب کے اشتراک سے جا بجا کواپریٹو کمرشل اینڈ ٹریڈنگ برانچز (متعلق بہ فلاں بنک) قائم کر دی جائیں تو معاملہ آسان ہو جاتا ہے۔

ایسی کسی شاخ کے حصہ دار ممبران صرف ایسے کاروباری افراد یا پرائیویٹ فرمز کے چیف ڈائرکٹر ہوں جن کے بارے میں اس خاص دائرے کی کم سے کم پانچ پارٹیاں بہ تصدیق کریں کہ یہ دیانتدار کاروباری ہیں اور آڈٹ کرائے ہوئے حسابات رکھتے ہیں۔ یہ حصہ دار اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ۱۰۰ سے لے کر ۱۰۰۰ روپے تک کی رقم بنک کے حصص کی خریداری میں لگائیں۔ اور پھر منافع کا دو فیصد ہر سال باقاعدگی سے جمع کراتے رہیں۔ بلوں کی پیشگی ادائیگی یا کسی اسٹاک کی خریداری یا کسی دوسری کاروباری ضرورت کے لیے بنک کی شاخ برائے محدود مدت (۱۰ دن تا ایک ماہ) صرف ایسے فریقوں کو رقوم مستعار دے جن کے آڈٹ کیے ہوئے حسابات کی رُو سے کم سے کم تین سال سے مسلسل منافع آرہا ہو، نیز جن کے لیے کم سے کم دو حصہ دارانِ بنک بطور ضامن سفارش کریں کہ اُن کو رقم دی جاسکتی ہے۔ اس طرح مستعار دی گئی رقوم محدود مدت کی سرمایہ کاری یا بہ الفاظِ دیگر عارضی حصہ داری کے لیے دی جائیں گی۔ اگلا مسئلہ یہ ہے کہ ایسی رقوم کے نفع و نقصان کو کیسے معلوم کیا جائے گا۔ ایسی رقوم خواہ ایک بار دی گئی ہوں یا دس بار ـــــ سب پر نفع و نقصان کا حساب، سالانہ حسابات تیار ہونے پر لگایا جائے گا۔ مثلاً پچاس ہزار روپے کے کاروبار پر سالانہ منافع اگر ۱۸ ہزار ہوا تو بنک کے متفرق اوقات میں لگائی ہوئی اوسطاً تین ہزار روپے کی رقم پر دو ماہ کے لیے کتنا منافع ہوگا۔ مجموعی طور پر یہ ۱۸۰ روپے بنتا ہے لیکن فرض کیجیے کہ بنک نصف سے کم منافع لیتا ہے ـــ ۸۰ روپے اُس کے حصے میں آتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر اپنی ۳ ہزار کی رقم کو بنک ادل بدل کر مختلف ہاتھوں میں دیتا رہے تو اُسے متذکرہ حساب سے سالانہ ۱۶ فیصد نفع ہوگا۔ اس میں سے وہ ایک حصہ کھاتہ دار کو ادا کرے گا اور ایک خود رکھے گا، یعنی اپنے حصہ داروں کے لیے۔ عملاً منافع اس مفروضہ صورت سے زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ۵۰ ہزار کے سرمایہ کی سال میں کئی گردشیں ہو جاتی ہیں۔ اگر ایسی تین گردشیں بھی شمار کی جائیں تو بنک کو متذکرہ عارضی حصہ داری پر ۴۸ فیصد منافع ملنا چاہیے۔ احتیاطاً اس میں کمی کی جائے۔

تو کم سے کم ۳۳ فیصد منافع کی صورت معتدل ہوگی ۔ یعنی جملہ تین لاکھ کی رقم پر ۹۹ ہزار یا تقریباً ایک لاکھ روپیہ ۔ اوپر ہم نے مثال دیتے ہوئے منافع کے ۱۰۰ روپے میں سے بنک کو صرف ۸۰ روپے دلوائے ہیں ۔ بقیہ رقم میں سے دس ، پندرہ یا بیس روپے اگر بنک کی شاخ امداد باہمی کو ملیں تو کاروباری لحاظ سے یہی صورت بہتر ہوگی ۔ اس طریقے سے مستعار سرمائے کا فنڈ بڑھ سکتا ہے ، بصورتِ دیگر کم سے کم شاخ کے اخراجات پورے ہو سکتے ہیں ۔

شاخ کے لیے فنڈز کا انتظام بنیادی طور پر یہ ہوگا کہ اس کے حصہ داروں کی کل رقم کا تین گنا تک مرکزی بنک سرمایہ کاری کے طور پر حسب ِضرورت دے گا ۔ اور اس پر شاخ کے حاصل کردہ منافع کا ۲/۱ وصول کرے گا ۔ ہاں شاخ کی سفارش پر اس کے علاوہ جو سرمایہ وہ براہ راست کسی فرم یا کاروبار کے وقتی استعمال کے لیے دیگا ، اس پر وہ اپنی شرائط کے تحت فرم کے منافع میں (مقررہ مدت کے مطابق) حصہ دار ہوگا ۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے اُن چھوٹے کاروباریوں کا جن کے نہ تو حسابات باقاعدہ اور قابلِ اعتماد ہوتے ہیں ، اور نہ جن کے کاروبار کے متعلق یقین کیا جا سکتا ہے کہ وہ کس نتیجے کی طرف جائیں گے ۔ ایسے لوگ بنک سے دس دن تا ایک ماہ یا اس سے زائد عرصہ کے لیے مناسب حد تک کا قرض صرف کفالت یا رہن پر حاصل کر سکیں گے ۔ اور ایسے قرضوں پر سود نہیں لیا جائے گا ۔ اس خاص شعبے کے لیے بنک قلیل المیعاد سرمایہ کاری کے کل فنڈ کا مثلاً ۱۰/۱ حصہ مختص کر سکتا ہے ۔ مزید یہ کہ خود کسی بازار یا مارکیٹ یا ٹریڈ کی شاخ امداد باہمی بھی پانسو ، ہزار ، دو ہزار کی رقوم اپنے اعتماد اور تعلقات کے دائرے میں کفالت یا اپنے دو ممبران کی شخصی ضمانت پر قرضہ حسنہ کے طور پر جاری کر سکتی ہے ۔ اسی طرح خسارے یا کسی حادثے کا شکار ہونے والے کاروباریوں کو وقتی قرض بلا سود دیا جا سکتا ہے لیکن قرض دینے کا فنڈ بہر حال محدود ہوگا ، اور قرض لی جانے والی رقوم کا عرصہ استعمال کم ہوگا ۔

مزید تفصیلات غور و فکر سے طے کی جا سکتی ہیں ۔